ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.7.No.4 2024

سید محمد اکرم اکرام کی فارسی غزل کا تجزیاتی مطالعہ

PERSIAN GHAZAL OF SYED MUHAMAD AKRAM IKRAM: AN ANALYTICAL STUDY

ڈاکٹر نسیم الرحمان

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ فارسی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

naseem.persian@pu.edu.pk

ڈاکٹر محمد اقبال شاہد

پروفیسر ایمریٹس، جی سی یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

Subcontinent, like Iran, has played an important role in the development of Persian poetry from the beginning to the contemporary period. Several poets, from Masud Saad Salman to Allama Iqbal, contributed to the development of Persian poetry in their respective times. Syed Muhammad Akram Ikram is one of the famous Persian teachers of Pakistan. He spent his life teaching Persian language and literature in University of the Punjab, Lahore. He represented Pakistan internationally in Iqbal Studies and Persian language and literature. Syed Muhammad Akram is primarily recognized as an Urdu and Persian poet. Specifically, his Persian poetry is highly appreciated by Iranians. In this article, his Persian "ghazal" will be briefly analyzed in terms of language, literature, thematic and intellectual aspects.

Keywords:

Syed Muhammad Akram Ikram, Persian Ghazal, Pakistan, Punjab University

خلاصہ:

برصغیر پاکستان و ہند، ایران کی طرح، آغاز سے معاصر دور تک فارسی شاعری کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ سید محمد اکرم اکرام پاکستان کے معروف فارسی اساتذہ میں سے ہیں۔ انھوں نے اپنی زندگی فارسی زبان و ادب کی تدریس میں گزاری۔ انھوں نے اقبالیات اور فارسی زبان و ادب کے میدان میں بین الاقوامی سطح پر پاکستان کی نمائندگی کی۔ سید محمد اکرم بنیادی طور پر اردو و فارسی شاعر کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں اور بین الاقوامی سطح پر پاکستان کی نمائندگی کرتے رہے۔ اس مضمون میں ان کی فارسی غزلوں کا زبان و ادب، موضوعاتی اور فکری لحاظ سے مختصر جائزہ لیا جائے گا۔

کلیدی الفاظ:

سید محمد اکرم اکرام، فارسی غزل، پاکستان، پنجاب یونیورسٹی، اردو، پاکستان۔

برصغیر اور ایران کے مشترکہ ادبی ورثہ میں ایک بہت بڑا حصہ فارسی شاعری کا ہے۔ برصغیر میں فارسی شاعری کا آغاز غزنوی عہد میں ہوا اور اس کے بعد آج تک برصغیر ایران کے شانہ بشانہ فارسی شاعری میں اپنا حصہ ڈالتا رہا ہے۔ مسعود سعد سلمان سے لے کر اقبال لاہوری تک برصغیر کے سینکڑوں شعراء نے فارسی شاعری کے دامن کو اپنی کوششوں سے وسعت بخشی۔ قیام پاکستان کے بعد بھی یہ سلسلہ اسی طرح جاری ہے اور پاکستان کے فارسی شعراء اپنے حصے کا کام انجام دے رہے ہیں۔ پاکستان کے فارسی شعراء میں ایک ممتاز نام سید محمد اکرم اکرام کا ہے۔

سید محمد اکرم متخلص بہ اکرام 6 دسمبر 1932ء کو شیخوپورہ کے قریب ایک گاؤں مونگناں والا میں پیدا ہوئے (1)۔ ان کے بزرگ شاہ جہان کے عہد میں بغداد سے برصغیر آئے۔ سید محمد اکرم کا تعلق حسینی سادات سے تھا۔ ان کے والد کا نام سید محمد مالک تھا۔ سید محمد اکرم کا خانوادہ پانچ بھائیوں اور دو بہنوں پر مشتمل تھا۔ سید محمد اکرم نے ایف سی کالج لاہور سے بی اے کیا۔ اس دوران حضرت سید محمد عبدالشکور شاہ قادری ابوالعلائی کی بیعت کی اور تصوف کی دنیا میں قدم رکھا۔ 1955ء میں ان کے مرشد گرامی وصال فرما گئے تو سید محمد اکرم نے بددل ہو کر تین سال کے لیے تعلیمی سلسلہ منقطع کر دیا۔ 1958ء میں اورینٹل کالج لاہور میں ایم اے فارسی میں داخلہ لیا۔ 1960ء میں ایم اے فارسی مکمل کرنے کے بعد اکرام سرکاری وظیفے پر پی ایچ ڈی کرنے کے لیے ایران چلے گئے۔ 1963ء میں پی ایچ ڈی مکمل کر کے لاہور واپس آئے اور پنجاب یونیوسٹی اور ینٹل کالج لاہور میں بطور استاد فارسی خدمات کا آغاز کیا اور پنجاب یونیورسٹی میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ 5 دسمبر 1992ء کو اکرام ریٹائر ہو گئے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

ریٹائرمنٹ کے بعد بھی پنجاب یونیورسٹی لاہور میں بطور پروفیسر اقبالیات تحقیقی کام جاری رکھا اور آخر عمر تک یہ ذمہ داری نبھاتے رہے۔ 20 اگست 2022ء کو لاہور میں ان کا انتقال ہوا اور انھیں اپنے آبائی علاقے مونگنا نوالہ میں دفن کیا گیا(2)۔

ڈاکٹر اکرام کو پاکستان میں ڈاکٹر محمد باقر، ڈاکٹر عبدالشکور احسن، ڈاکٹر وحید قریشی، پروفیسر رازی، مرزا مقبول بیگ بدخشانی اور ایران میں ذبیح اللہ صفا، محمد معین، حسین خطیبی، فروزانفر، صادق گوہرین اور سعید نفیسی جیسی بلند پایہ شخصیات سے استفادہ کا موقع ملا اور ان بہترین اساتذہ سے انھوں نے جو سیکھا وہ تمام عمر ان کی تحقیق اور تدریس کا محور رہا۔ ان اساتذہ کی دنیا سے رخصتی اور ان کی قربت سے محرومی کو انھوں نے شعر میں یوں پیش کیا ہے:

کو رازی و کو سرور گویا و نفیسی
یارب چه مگر خاست که یاران همه رفتند؟(3)

انھوں نے اپنے شاگردوں کو علمی اور عملی فیضان سے مالا مال کیا اور عمر بھر اپنے اس شعر کی مجسم تفسیر بنے رہے:

در خروشنده یم دهر چو موج فیاض
من به هر سوی که رفتم گهر افشان رفتم (4)

پاکستانیوں کے علاوہ ایرانی اور دیگر ملکوں کے فارسی شناس بھی ان کے شاگردوں میں شامل ہیں(5)۔ معروف ایرانی محقق ڈاکٹر حداد عادل کے بقول ان کا وجود پاکستان میں فارسی زبان وادب کی بقا کا ضامن تھا(6)

سید اکرم کی نثری اور شعری تخلیقات کی فہرست حسب ذیل ہے:

اول) نثری آثار:

الف) تحقیق وتنقید: کارنامہ و سراج منیر(1977ء)، تنبیہ الغافلین(1981ء)، فارسی در پاکستان(1981ء)، داد سخن(1986ء)، آثار الاولیاء(2000ء)، آثار الشعراء(2008ء)، تاج الاولیاء(2015ء)، آثار العلماء(2016ء)

(ب) اقبالیات: اقبال درراہ مولوی(1970ء)، اقبال مشرق کا بلند ستارہ(1986ء)، اقبال اور ملی تشخص(1998ء)، اقبال اور جہان فارسی(1999ء)، اقبال۔ ایک تحریک(2006ء)، دائرہ معارف اقبال 3 جلد(2006-2014ء)

ج) روزنامہ نوائے وقت اور دیگر رسائل میں شائع شدہ مقالات

دوم) شعری آثار:

الف) فارسی: پروانۂ پندار(1342ش/1963ء)، سکۂ عشق(1974ء)، شہاب ثاقب، پند پدر، محراب محبت، سفینۂ سخن(1992ء)

ب) اردو: آئینۂ آفاق(2011ء)، حرف حرم(2018ء) (7)

سید اکرم اکرام فارسی اور اردو دونوں زبانوں کے بہت اچھے شاعر تھے۔ وہ پاکستان کے علاوہ ایران اور فارسی دنیا کے شعری حلقوں میں اپنی بدیہہ گوئی کی وجہ سے پہچانے جاتے تھے۔(8) انھوں نے تدریسی اور تحقیقی مصروفیات کے ساتھ ساتھ شاعری بھی کی اور شعر کے بہترین نمونے یادگار چھوڑے۔ ڈاکٹر حداد عادل کے بقول:

"وی در غزلسرایی مهارت ویژه ای داشت که اغلب به شیوه شاعران غزل سرا و عارف فارسی سرشار از مفاهیم عرفانی و فلسفی می سرود.(9)

وہ معاصر ایرانی اور پاکستانی شعراء کے ساتھ رابطے میں رہتے تھے اور اپنی تخلیقات کا ان کے ساتھ تبادلہ کرتے تھے اور دوست احباب کی غزلوں کے جواب میں غزلیں کہتے تھے جیسا کہ ڈاکٹر حداد عادل نے کہا ہے:

"گاهی هم استاد در استقبال از اشعار بنده، غزلی با همان وصف می سرودند و برای بنده می فرستادند. (10)

سید مہدی ناصح نے بھی "گنج شایگان" میں اکرام کی اس خوبی کا ذکر کیا ہے(11)۔ اکرام کی فارسی شاعری کا پہلا مجموعہ "پروانۂ پندار" ان کے ایران میں قیام کے دوران ترتیب پایا اور استاد سعید نفیسی نے اس کا مقدمہ لکھا(12)۔ اس مقدمے میں سعید نفیسی نے اکرام کی فارسی شاعری پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اکرام کے شعر دیکھ کر میرے دل سے پاکستان میں فارسی شاعری کے زوال کا اندیشہ ختم ہو گیا ہے اور میں اس کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا(13)۔ اور دس سال بعد محمد حسین تسبیحی نے اس بات کا اقرار کیا کہ واقعتاً اکرام نے استاد کی کہی ہوئی بات کو پورا کر دکھایا(14)۔ 1973ء میں ان کا دوسرا شعری مجموعہ "سکۂ عشق" شائع ہوا جس میں "پروانۂ پندار" کو

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

بھی دوبارہ شامل کیا گیا(15)۔1992ء میں ان کے مکمل فارسی کلام کو کلیات کی شکل میں "سفینۂ سخن" کے عنوان سے شائع کیا گیا۔ اکرام کی فارسی غزل بہت پختہ ہے اور سید جوادی نے ان کے بارے میں بجا طور پر لکھا ہے:

"شاید پرجلالترین اشعار ایشان را بتوان در قصائد غرا و غزلیاتی شیوا دید که به مناسبتهای مختلف سروده اند که در اوج زیبایی و رسایی اندیشه و معنی قرار گرفته و به حق مرزهای جدیدی را در هنر سخنوری فتح کرده است." (16)

زیر نظر مقالے میں اکرام کی فارسی غزل کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ اکرام کی غزلیات کے لیے ان کے کلیات "سفینۂ سخن" کو سامنے رکھا گیا ہے۔

1۔ عمومی تجزیہ:

سید اکرم اکرام کا کلیات فارسی "سفینۂ سخن" 1992ء میں ایرانی سفارت خانہ نے اسلام آباد سے شائع کیا۔ یہ عنوان ذیل کے شعر سے لیا گیا ہے:

نشسته گرچه سر ساحل سکوت اکرام
رود به هر یم عالم سفینۂ سخنش (17)

سفینۂ سخن 218 صفحات پر مشتمل ہے جس میں صفحہ 5 سے 108 تک غزلیں ہیں، صفحہ 111 سے 118 تک قصائد ہیں، صفحہ 121 سے 186 تک مثنویاں ہیں اور باقی صفحات میں دیگر نظمیں ہیں۔ اس مجموعے کا پیش لفظ حاج سید جوادی نے لکھا۔ اس سے قبل ان کے فارسی کلام کے چار مجموعے "پروانۂ پندار"، سکۂ عشق"، "شہاب ثاقب"، اور "پند پدر" چھپ چکے تھے۔ سفینۂ سخن میں ان سب کو یکجا کر دیا گیا اور دیگر تازہ کلام کا اضافہ کیا گیا۔ اس مجموعے میں کل 99 غزلیں ہیں جن کے ابیات کی تعداد 775 ہے۔ طویل ترین غزل 19 ابیات پر مشتمل ہے۔ اکرام کی غزلوں کا یہ مجموعہ بہت مختصر ہے مگر کسی بڑے دیوان کا انتخاب بھی کیا جائے تو اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا۔ ہر شعر اپنے اندر مکمل ہے اور اکرام کے ہنر شعر کا بیان گر ہے۔ اکرام کا قلم جب چلتا ہے تو اپنی جادو نگاری سے پڑھنے والے کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور اکرام کا یہ کہنا بجا ہے:

شکر می بارد ای اکرام از کلک فسون سایت
روا باشد اگر من کلکِ افسون سای تو بوسم (18)

غزلوں کا آغاز حمدیہ غزل سے کیا گیا ہے:

بسم الله الرحمن الرحیم
مظهر الطاف خدای کریم(19)

اس کے بعد نعتیہ غزل درج کی گئی ہے:

از کرم اکرام را بپذیر اندر بندگیت
ای که بر فرق تو حق بنهاده تاج سروری را (20)

سفینۂ سخن کی غزلیں الفبائی ترتیب سے ہیں لیکن اکرام نے ایرانی انداز اپناتے ہوئے ہر غزل کو ایک مناسب عنوان دے دیا ہے جس سے نہ صرف غزل کا مرکزی مفہوم واضح ہوا ہے بلکہ کتاب کی لفظی خوبصورتی میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ یہ عنوان عموماً اسی غزل کے کسی مصرع سے لیا گیا ہے۔ چند غزلوں کے عنوان دیکھیے جو اشعار میں سے لیے گئے ہیں:

صیاد دوران:

صیاد دوران را بگو نقش من از خاطر بشو
در دام کی یابی مرا، بر چین تو از ره دام را (21)

گلشن وصل:

اگر به **گلشن وصلت** مرا بود گذری
نسیم وار ببوسم تن چو یاسمنت(22)

مراد دل:

از عشق به جز عشق **مراد دل** ما نیست
سرمایۂ ما هیچ به جز مهر و وفا نیست(23)

محراب یقین:

از بهر بنا کردن **محراب** **یقینی**
صد گونه صنم خانۂ اوهام شکستیم (24)

خزان جوانی:

درین **خزان** **جوانی** مرا بهاری نیست
مگر تو ای گل خندان بهار من باشی (25)

کہیں کہیں عنوان موضوع کی مناسبت سے درج کیا ہے مثلاً ایک غزل کا عنوان "افسانۂ عشق" ہے جو ذیل کے شعر سے اخذ کیا گیا ہے:

این چه سوزی است که از **عشق** تو در جان من است
وین چه عشقی است که **افسانهٔ** هر انجمن است(26)

چند اور عنوان دیکھیے:

سخن شمع:

شمع می گفت این **سخن** در انجمن پروانه ای را
تا نبازی جان، نبوسی چهرۀ جانانه ای را(27)

آبگینۂ حسن:

تو **آبگینه** ای از خوبی و لطافت و **حسن**
بیا و بهر خدا کار سنگ خاره مکن (28)

کسی غزل میں ردیف کو ہی عنوان بنا دیا ہے، جیسے ذیل کی غزل کا عنوان "رفت" ہے:

آمد و حال تباهم دید و **رفت**
بر سرشک حسرتم خندید و **رفت** (29)

بعض جگہ پر غزل کے مفہوم سے عنوان اخذ کیا ہے جیسے ذیل کی غزل کا عنوان "چارۂ غم" ہے جو غزل کا مرکزی مفہوم ہے:

هرچند می شود غم جانانه بیشتر
ما نیز می رویم به میخانه بیشتر (30)

ہر غزل کے آخر میں تاریخ بھی درج کی گئی ہے جس سے قاری کے لیے اکرام کی غزل کے معنوی ارتقا کو سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔ کچھ تاریخیں سن عیسوی میں ہیں، کچھ ہجری قمری میں اور کچھ ہجری شمسی میں ہیں۔ چند غزلوں کے نیچے تاریخ درج نہیں کی گئی۔ سب سے قدیم غزل 1340 شمسی بمطابق 1961ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جبکہ آخری غزل 1996ء کی ہے۔ تیرہ غزلیں ایسی ہیں جن پر تاریخ درج نہیں ہے۔ اس طرح غزل کہنے کا دورانیہ تقریباً 36 سال کو محیط ہے۔ سب سے زیادہ غزلیں 1968 میں لکھی گئیں۔ چونکہ اکرام کا زیادہ وقت لاہور اور تہران میں گزرا اس لیے ان دونوں شہروں میں کہی گئی غزلوں کی تعداد زیادہ ہے۔ کچھ غزلیں انھوں نے اپنے آبائی گاؤں مونگنانوالہ میں بھی کہیں۔ تین غزلوں کے نیچے دہلی، مشہد اور ہرات کے نام ملتے ہیں جو اکرام کے ان شہروں میں قیام کی عکاسی کرتے ہیں۔

2۔ زبان و بیان:

2.1۔ عروضی جائزہ:

سفینۂ سخن میں کل ننانوے غزلیں شامل ہیں۔ عروضی لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ غزلیں اکیس مختلف اوزان میں لکھی گئی ہیں۔ سب سے زیادہ بیس غزلیں بحر مجتث مخبون میں ہیں۔ رمل مخبون اور مضارع اخرب مکفوف میں چودہ چودہ غزلیں اور ہزج اخرب مکفوف میں گیارہ غزلیں ہیں۔ پانچ غزلیں رمل محذوف میں اور پانچ بحر خفیف میں ہیں۔ باقی تیس غزلیں پندرہ دیگر اوزان میں ہیں۔ اوزان کا یہ تنوع اکرام کی شعری قدرت کی دلیل ہے۔ سترہ غزلیں ردیف کے بغیر ہیں، باقی غزلیں مردف ہیں۔ اکرام نے ردیف کو قرینے اور سلیقے سے نبھایا ہے اور یہ سلیقہ ان کی شعری مہارت کا آئینہ دار ہے۔

از گلشن فرهنگ بهاران همه رفتند
گل ها همه پژمرده، هزاران همه رفتند (31)
تو رفتی از بر من چون جوانیم ای دوست
من انتظار کشم، لیک از انتظار چه سود(32)

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اکرام نے غزلوں کے مقطع میں تخلص کا اہتمام کیا ہے۔

"اکرام" چشم بر سر راهت نشسته است
شاید ز لطف باز در آیی تو از درم(33)

دو جگہ تخلص کی جگہ اپنا نام "اکرم" بھی استعمال کیا ہے:

چه باک اکرم ار تهی است دست من
ز گوهر سخن خزانه با من است(ایضاً، 28

اکرام کی غزل کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ انھوں نے غزل کے مطلع کو مقطع میں دہرانے کا اہتمام کیا ہے جیسے ذیل کی غزل میں مطلع کے مصرع اولی کو مقطع میں دہرایا گیا ہے:

بسم الله الرحمن الرحیم
مظهر الطاف خدای کریم
ورد زبان باشد اکرام را
بسم الله الرحمن الرحیم (34)

اسی طرح ذیل کی غزل میں بھی یہی اہتمام کیا گیا ہے:

ای سفر کردهٔ من کی ز سفر باز آئی؟
کی سوی عاشق خود بار دگر باز آئی؟
طاقت هجر تو اکرام نیارد دیگر
ای سفر کردهٔ من کی ز سفر باز آئی؟(35)

اکرام کی اکثر غزلیں تک بیت پر مشتمل ہیں۔ کچھ غزلوں میں موضوع کا تسلسل موجود ہے اور صفحہ 70-71 پر موجود غزل جس کا عنوان "آستان عشق" ہے، بالکل قطعہ ہے کہ اس کا مفہوم مقطع میں جاکر واضح ہوتا ہے۔ اسی طرح آخری غزل میں بھی شراب عرفانی کا مسلسل مضمون ہے(36)۔

2.2۔ تکرار:

اکرام کی غزلوں میں آہنگ کا ایک پہلو تکرار بھی ہے لیکن یہ تکرار مفہوم اور آہنگ دونوں میں اضافہ کرتی ہے۔ یہ تکرار سہ گونہ ہے۔

اول: تکرار کی ایک قسم وہ ہے جہاں لفظ دوبار آیا ہے، جیسے ذیل کے شعر میں دونوں مصرعوں میں "بیم رسوایی" آیا ہے لیکن اس کی تکرار نے آہنگ اور مفہوم میں کس قدر اضافہ کر دیا ہے:

گرچه در کوی محبت **بیم رسوایی** است لیکن
بیم رسوایی کجا باشد چو من دیوانه ای را (37)

ذیل کے شعر میں دوسرے مصرع میں تکرار نے شعر کا درجہ بہت بڑھا دیا ہے:

اکرام محال است به هوش آمدن ما
سرمست الستیم که سرمست الستیم(38)

ذیل کے شعر میں "رشتۂ پیوستہ" کی تکرار بہت بھلی معلوم ہوتی ہے:

چرخ کی رخنه درین **رشتهٔ پیوسته** کند؟
تا که این **رشتهٔ پیوسته** میان من و تست (39)

اس شعر میں "ہمدم محرم" کو کتنی خوبصورتی سے دو معنی میں استعمال کیا ہے:

با مردم بیگانه پیمانه زنی، کم زن
ای **همدم محرم**، می با **همدم محرم** زن (40)

چند مزید مثالیں:

عشق اگر جانم بسوزد، گو بسوز
عشق منظور است و جان منظور نیست(41)
فرعون ز اهرام به گردن کشی آمد
هم گردن فرعون و هم اهرام شکستند (42)

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

دوم: دوسری قسم وہ ہے جہاں لفظ تین یا اس سے زیادہ بار آیا ہے لیکن یہاں بھی حسن تناسب کا پورا خیال رکھا گیا ہے اور لفظ مخل فصاحت نہیں ہوتا جیسے ذیل کے شعر میں لفظ "بیا" کی تکرار بہت دلکش ہے:

بیا که لاله به دشت و دمن دمید، بیا
بیا بیا که مرا جان به لب رسید، بیا (43)

اسی طرح ذیل کے اشعار میں "من" کی تکرار نے خوبصورتی پیدا کی ہے:

نقش های آرزو شد عاقبت نقش بر آب
وای بر من، وای بر من، وای بر من، وای من (44)
کام من از لب اوست شیرین
قند من، شهد من، شکر من (45)
اکرم ازوست جملگی شور و نوای نای دل
نالهٔ من، فغانِ من، نغمهٔ من، سرود من(46)

سوم: تکرار کا تیسرا رنگ حرف کی تکرار کا ہے جو اکرام کی غزلوں میں تاثیر اور روانی کے اضافہ کا موجب ہے جیسے ذیل کے شعر میں حرف "ر" کی تکرار نے عجیب لطف پیدا کر دیا ہے:

شب بهار و در آغوش یار و نغمهٔ تار
چہ خوش به مردم شب زنده دار می گذرد (47)

2.3۔جدید تراکیب:

اکرام کی غزل میں ہر اچھے شاعر کی طرح جدید تراکیب نظر آتی ہیں۔اکرام نے مفہوم کو قرینے سے ادا کرنے کے لیے خوبصورت تراکیب کا استعمال کیا ہے۔

چند تراکیب دیکھیے:

پروانۂ پندار:

عذابم می دید پیوسته شبها شمع فکرت ها
چرا پروانۂ پندار من یکسر نمی سوزد (48)

ستارۂ رؤیای:

ای ماهرو! ستارهٔ رؤیای کیستی؟
روشن چراغ خلوت شبهای کیستی؟ (49)

سکۂ عشق:

پس از فرهاد و مجنون سکهٔ عشق
بہ نام ما زدند، اکرام کردند(50)

نسیم زندگی بخش:

بنازم این نسیم زندگی بخش محبت را
که نخل هستی عشاق را پُر برگ و بر دارد (51)

پرستوی رؤیای:

از بام ای پرستوی رؤیای من مپر
من در سرم بجز تو ندارم هوا، مرو (52)

2.4۔ محاورات:

اکرام کی غزل میں پختہ کار شعراء کی طرح محاورات کا بر محل استعمال ملتا ہے۔ان کی شاعری اس لحاظ سے ممتاز ہے کہ انھوں نے محاورات کو ان کے درست مفہوم میں برتا ہے اور "استعمالِ ہند" سے پہلو بچایا ہے۔استاد سعید نفیسی نے بھی "پروانۂ پندار" کے مقدمہ میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔(53) محاوروں کے استعمال کی چند مثالیں دیکھیے:

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

بہ باد دادن:

گهی شرر فکن محمل دل لیلی است
گهی به باد ده آرزوی شیرین است (54)

سکہ زدن:

پس از فرهاد و مجنون سکۀ عشق
به نام ما زدند، اکرام کردند(55)

از پا نشستن:

دیگر نمانده در دل ما طاقت فراق
باز آ که ما به راه تو از پا نشسته ایم (56)

یاری کردن:

خواهم به سوی کوی تو ای یار پر کشم
یاری اگر کند پر و بال شکسته ام (57)

فتنہ سر کشیدن:

به هر طرف گذرد فتنه می کند برپا
چه فتنه هاست که سر می کشد ز پیرهنش (58)

آب زدن:

تا مگر پیر مغان آب زند بر دل ما
بگذارید که امشب سوی میخانه شویم (59)

ساز کردن:

بی تو چگونه ساز من ساز کند نوای دل؟
زخمۀ تست علت زمزمه های رود من (60)

چشم داشتن:

چشم دارم که تو سیراب کنی دشت دلم
ای که چون بحر به صد موج عطا آمده ای (61)

3۔ اسلوبیاتی مطالعہ:

3.1۔ سبک شعر:

اختر رسولی نے اکرام کی غزل کے بارے میں لکھا ہے کہ "اکرام از سبک دورۂ بازگشت پیروی می کند"(62)۔ان کی بات قابل تائید ہے کیونکہ اکرام کی غزل جدید ایرانی شعرا کی طرح کسی ایک سبک سے متعلق نہیں ہے۔اس میں سبک خراسانی سی سادگی و سلاست بھی ہے، سبک عراقی ساجذبہ اور شوخ بیانی بھی ہے، سبک ہندی کی خیال بافی بھی ہے اور سبک جدید کا انداز بھی موجود ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اکرام نے ہر دور کے شعراء کو مد نظر رکھا ہے اور ان کی پیروی کی ہے۔اور ان کے کلام میں ہر سبک کے بہترین نمونے موجود ہیں۔ذیل میں ان کے چند شعر لکھے جاتے ہیں جو مختلف سبک شعر کی نمائندگی کرتے ہیں:

سبک خراسانی :

نیست جز مهر او در دل من
نیست جز یاد او در سر من(63)

سبک عراقی:

یک امشب از من تنها بیا کناره مکن
هزار پاره دلم را تو ماه پاره مکن (64)

سبک ہندی:

عشاق راست در غم جانانه زیستن
مردانه جان سپردن و مردانه زیستن (65)

غزل جدید:

ای ماهرو! ستارۂ رؤیای کیستی؟
روشن چراغ خلوت شبهای کیستی؟ (66)

3.2۔ فارسی اساتذہ کی پیروی:

اکرام کی غزل میں مسعود سعد سلمان، مولوی رومی، عراقی، حافظ شیرازی، علامہ اقبال اور دیگر فارسی اساتذہ کی پیروی کی واضح جھلک ملتی ہے۔پروفیسر عبدالشکوراحسن کے بقول اکرام کی غزلیں دو حصوں میں تقسیم کی جاسکتی ہیں۔ایک حصہ جو عمومی مضامین حسن وعشق پر مشتمل ہےاور دوسرا حصہ جو صوفیانہ رنگ رکھتا ہے اور جس پر رومی کی تاثیر غالب ہے۔(67) اکرام نے مولانا رومی کی پیروی میں غزل کہتے ہوئے مولانا رومی سے اس طرح اظہار عقیدت کیا ہے:

"مولوی" آن پاک زاد رہ به فلک برگشاد
زین سخن خوش که گفت: "منزل ما کبریاست"(68)

ایک جگہ حافظ شیرازی کو اس طرح خراج تحسین پیش کیا ہے:

ای "حافظ"! ای پیمبر دنیای شاعری
ای آنکه از غبار رهت توتیا کنند
سرمشق شاعران بزرگ است شعر تو
گردنکشان نظم به تو اقتدا کنند(69)

4۔ موضوعاتی اور فکری مطالعہ:

اکرام کی غزل میں امید ور جا اور زندگی کے روشن پہلوؤں کے مضامین ملتے ہیں۔ان کی غزل عشق کے مضمون آب رنگ سے روشن ہے۔اکرام نے غزل میں پروانہ کو اپنی علامت کے طور پر استعمال کیا ہےاور اس سے طرح طرح کے مضامین باندھے ہیں:

اصل حیات سوختن و ساختن بود
از شمع یاد گیر تو پروانه! زیستن (70)
شیوۂ من سوختن بر شعلۂ مهر و وفاست
نیست چون پروانه از آتش بتا پروای من (71)
برشعلۂ شمع عشق بی تاب
پروانۂ دل سکون گرفته (72)
عذابم می دهد پیوسته شبها شمع فکرت ها
چرا پروانۂ پندار من یکسر نمی سوزد (73)

اکرام کے ہاں لاہور کا ذکر ایک خاص پیرائے میں ملتا ہے۔وہ تہران اور دیگر جگہوں پر رہے مگر لاہور ان کے دل میں بسارہا اور لاہور کی یاد انھیں تڑپاتی رہی جیسا کہ ذیل کے شعر میں اظہار کرتے ہیں:

نرفت خاطر لاهور از دلم اکرام
به سر هوای دیاری که داشتم، دارم(74)

ان کا شاعرانہ مزاج اگر کسی تہرانی محبوب سے متاثر ہوتا بھی ہے تو لاہوری محبوب کی یاد ان کے دل سے نہیں نکلتی:

دل ز من برده یکی لاله رخ تهرانی
این نگویید خدا را به بت لاهورم(75)

اکرام کا محبوب گوشت پوست کا محبوب ہے جسے چھوا جاسکتا ہے اور بڑھ کر آغوش میں لیا جاسکتا ہے۔

مشام جان و دلم تازه می شود امشب
به بر بگیرم اگر پیکر چو یاسمنش (76)

اکرام نے اپنی غزل میں کئی جگہ اس کے خدوخال متعین کیے ہیں اور اسے چھونے اور قریب جانے آرزو کی ہے:

اگر بہ گلشن وصلت مرا بود گذری
نسیم وار ببوسم تن چو یاسمنت (77)
برآید گر ز دست کوتهم بالای تو بوسم
سراپا حسنی و خواهم که سر تا پای تو بوسم (78)

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

وہ محبوب کے وجود کو اپنے لیے آب حیات قرار دیتے ہیں جو خدا کی طرف سے ان کے لیے بنایا گیا ہے:

بیا که از تو بود زندگانی اکرام
خدای ساخته آب حیات بهر منت (79)

وہ صرف محبوب کی آمد اور تصور کو ہی اپنا موضوع نہیں بناتے بلکہ اس کے ساتھ گزرے ہوئے وقت کو بھی یاد کرتے ہیں اور اس یاد سے اپنے لیے تسکین اور آسودگی کشید کرتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ محبوب کو بھی وہ لمحات یاد دلاتے ہیں:

خاطرت هست زمانی که صفا می کردی
چارهٔ درد دل خستهٔ ما می کردی
یاد داری که در آن نیمه شب مهتابی
تو در آغوش من از شوق چها می کردی
گل فشان، خنده زنان، رقص کنان در بر من
ناز می کردی و بس ناز به جا می کردی (80)

امید و رجا:

امید اور ایقان اکرام کی شاعری کا بنیادی جزو ہے۔

شام ما را گرچه نبود پرتوی از اختری
باز هم زین شام امید سحر داریم ما (81)

وہ رات کی تاریکی سے مطلق ہراساں نہیں ہوتے:

من از شب سیاهی هرگز نمی هراسم
دانم که شام ظلمت تا صبحدم نباشد (82)
با من سخنی از شب تاریک مرانید
از صبح بگویید که خورشید پرستم (83)

وہ سخت ناامیدی کے موسم میں بھی امید کا دامن نہیں چھوڑتے اور صبر و شکیب کا چراغ جلا کر انتظار دوست کرتے ہیں:

رفتی و غیر شعلهٔ شمع شکیب، هیچ
روشنگری مرا به شب انتظار نیست (84)

وہ محبوب کی یاد کو اندھیرے کی شکست کا ذریعہ بناتے ہیں اور اس یاد سے روشنی حاصل کر کے اپنی رات کو سحر تک پہنچاتے ہیں:

از یاد رخش تیرگی رنج ربودیم
زین نور طلسم شب آلام شکستیم (85)

وہ خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے مشکلات میں سے راستہ بناتے ہیں:

مشکل آسان شود انشاء الله
درد درمان شود انشاء الله(86)

عشق:

اکرام کے نزدیک عشق وہ طاقت ہے جو دلوں کو پاک صاف کر کے محبوب کا آئینہ دار بناتی ہے:

صیقل عشق تو روشن ساخت تا لوح ضمیر
سینه یی از آینه بس صاف تر داریم ما (87)

وہ عشق کو ایک ایسی طاقت سمجھتے ہیں جو ہر الم اور دکھ کا مقابلہ کر سکتی ہے:

هرچند پُرالم ها راه وفاست، اما
آنجا که عشق باشد، خوف الم نباشد(88)

وہ عشق کے مکتب کے پڑھنے والے ہیں اور عشق ہی ان کا مذہب ہے:

مکتب عشق مکتبم، مذهب عشق مذهبم
کوی وفاست کعبه ام، قبله گه سجود من (89)
کیمیا، خاک راه عشق بود
غیر ازین کیمیا چه می خواهی(90)

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

ان کے نزدیک عشق کا سفر سر کو پاؤں بنانے سے طے ہوتا ہے اور اس سفر میں کوئی خطرے کی بات نہیں ہے کیونکہ محبت کے صحرا کا کانٹا بھی تکلیف دہ نہیں ہوتا:

از خار بیابان محبت نهراسی
در مرحلهٔ عشق سر از پا نشناسی (91)

خلاصہ یہ کہ اکرام جدید فارسی غزل کے نمائندہ شاعر ہیں اور انھوں نے اس فن کی آبیاری کر کے اس عظیم ذمہ داری کو ادا کیا ہے جو پاکستان کے فارسی شناس کی حیثیت سے ان پر عائد ہوتی ہے۔ انھوں نے پاکستان میں فارسی غزل کی روایت کو آگے بڑھایا ہے اور نئے لکھنے والوں کے لیے امکانات پیدا کیے ہیں۔ انھوں نے ایران میں پاکستانی شعراء کی موثر نمائندگی کی ہے اور سعید نفیسی کا یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ میں اپنے پاکستانی بھائیوں میں محمد اکرم اکرام کو ایرانی ادب کا بہترین نمائندہ مانتا ہوں۔(92)

حواشی

1- انجم، غلام مرتضیٰ، "ڈاکٹر سید محمد اکرم اکرام کی اقبال فہمی (اردو تصانیف) کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ"، مقالہ برائے ایم فل اقبالیات، (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 2017ء)، ص4

2- فرید، سید محمد؛ نسیم الرحمان، "معرفی احوال و آثار دکتر سید محمد اکرم شاہ اکرام"، مجلہ دانش، شمارہ 148-149، (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، 2022ء)، ص25

3- اکرام، سید محمد اکرم، سفینۂ سخن، (اسلام آباد: رایزنی فرہنگی سفارت جمہوری اسلامی ایران، 1992ء)، ص37

4- ایضاً، ص50

5- انجم، غلام مرتضیٰ، "ڈاکٹر سید محمد اکرم اکرام کی اقبال فہمی (اردو تصانیف) کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ"، مقالہ برائے ایم فل اقبالیات، (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 2017ء)، ص16

6- حداد عادل، غلام علی، "گرامیداشت پژوہشگر، اقبال شناس، استاد و شاعر پاکستانی: دکتر سید محمد اکرم اکرام"، مجلہ دانش، شمارہ 148-149، ویژہ نامہ زندہ یاد استاد دکتر سید محمد اکرم اکرام شاہ، (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، 2022ء)، ص16

7- فرید، سید محمد؛ نسیم الرحمان، "معرفی احوال و آثار دکتر سید محمد اکرم شاہ اکرام"، مجلہ دانش، شمارہ 148-149، (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، 2022ء)، ص26-28

8- شاہد، محمد اقبال، "ڈاکٹر سید محمد اکرم شاہ اکرام"، قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید-مقالات، گفتار و دیباچہ ہا، (تہران: انتشارات اساتید، 1402/ 2023ء)، ص113

9- حداد عادل، غلام علی، "گرامیداشت پژوہشگر، اقبال شناس، استاد و شاعر پاکستانی: دکتر سید محمد اکرم اکرام"، مجلہ دانش، شمارہ 148-149، (ویژہ نامہ زندہ یاد استاد دکتر سید محمد اکرم اکرام شاہ)، (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، 2022ء)، ص19

10- ایضاً، ص20

11- ناصح، محمد مہدی، گنج شایگان، (تہران: وزارت فرہنگ و ارشاد اسلامی، 1374/1995ء)، ص74

12- صافی، قاسم، "زندگینامہ و خدمات علمی و فرہنگی دکتر سید محمد اکرم اکرام اقبال شناس و مولوی پژوہ نامی پاکستان"، مجلہ دانش، شمارہ 148-149، (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، 2022ء)، ص39

13- سعید نفیسی، "مقدمہ"، پروانۂ پندار از محمد اکرم اکرام، (تہران: بی جا، 1342/1963ء)

14- تسبیحی، محمد حسین، فارسی پاکستان و مطالب پاکستان شناسی، جلد یکم، (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، 1974ء)، ص193

15- ریاض، محمد، "ادبیات فارسی در شبہ قارۂ ہند و پاکستان (آخرین قسمت)"، مجلہ ہنر و مردم، شمارہ 161، (تہران: وزارت فرہنگ و ہنر، 1354/1976ء)، ص69

16- جوادی، سید کمال حاج سید، "پیشگفتار"، سفینۂ سخن، (اسلام آباد: رایزنی فرہنگی سفارت جمہوری اسلامی ایران، 1992ء)

17- اکرام، سید محمد اکرم، سفینۂ سخن، (اسلام آباد: رایزنی فرہنگی سفارت جمہوری اسلامی ایران، 1992ء)، ص49

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

18- ایضاً، ص72

19- ایضاً، ص5

20- ایضاً، ص7

21- ایضاً، ص8

22- ایضاً، ص16

23- ایضاً، ص25

24- ایضاً، ص65

25- ایضاً، ص106

26- ایضاً، ص18

27- ایضاً، ص9

28- ایضاً، ص79

29- ایضاً، ص22

30- ایضاً، ص47

31- ایضاً، ص37

32- ایضاً، ص42

33- ایضاً، ص53

34- ایضاً، ص5

35- ایضاً، ص104

36- ایضاً، ص107-108

37- ایضاً، ص9

38- ایضاً، ص58

39- ایضاً، ص26

40- ایضاً، ص78

41- ایضاً، ص27

42- ایضاً، ص29

43- ایضاً، ص13

44- ایضاً، ص80

45- ایضاً، ص81

46- ایضاً، ص83

47- ایضاً، ص39

48- ایضاً، ص35

49- ایضاً، ص93

50- ایضاً، ص36

51- ایضاً، ص44

52- ایضاً، ص84

53- سعید نفیسی، "مقدمہ"، پروانۂ پندار از محمد اکرم اکرام، (تہران: بی جا، 1963/1342ء)

54- اکرام، سید محمد اکرم ، سفینۂ سخن، (اسلام آباد: رایزنی فرہنگی سفارت جمہوری اسلامی ایران، 1992ء)، ص23

55- ایضاً، ص36

56- ایضاً، ص54

57- ایضاً، ص57

58- ایضاً، ص49

59- ایضاً، ص67

60- ایضاً، ص83

61- ایضاً، ص99

62- رسولی، اختر، "اکرام لاہوری"، دانشنامۂ ادب فارسی در شبہ قارہ، جلد چہارم، بخش اول، (تہران: وزارت فرہنگ و ارشاد اسلامی، 2001ء)، ص244

63- اکرام، سید محمد اکرم ، سفینۂ سخن، (اسلام آباد: رایزنی فرہنگی سفارت جمہوری اسلامی ایران، 1992ء)، ص81

64- ایضاً، ص79

65- ایضاً، ص77

66- ایضاً، ص93

67- Ahsan, A. Shakoor, “Safina-ye Sokhan”, Safina-Ye-Sokhan, Islamabad: Cultural Consulate of Islamic Republic of Iran, 1992), p 218

68- اکرام، سید محمد اکرم، سفینۂ سخن، (اسلام آباد: رایزنی فرہنگی سفارت جمہوری اسلامی ایران، 1992ء)، ص21

69- ایضاً، ص31

70- ایضاً، ص77

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

71- ایضاً، ص80
72- ایضاً، ص88
73- ایضاً، ص35
74- ایضاً، ص59
75- ایضاً، ص62
76- ایضاً، ص49
77- ایضاً، ص16
78- ایضاً، ص72
79- ایضاً، ص16
80- ایضاً، ص95
81- ایضاً، ص10
82- ایضاً، ص32
83- ایضاً، ص63
84- ایضاً، ص19
85- ایضاً، ص65
86- ایضاً، ص86
87- ایضاً، ص10
88- ایضاً، ص32
89- ایضاً، ص83
90- ایضاً، ص101
91- ایضاً، ص103
92- سعید نفیسی، "مقدمہ"، پروانۂ پندار از محمد اکرم اکرام، (تہران: بی جا، 1963/1342ء)

Bibliography

- Ahsan, A. Shakoor, “Safina-ye Sokhan”, Safina-Ye-Sokhan, Islamabad: Cultural Consulate of Islamic Republic of Iran, 1992), p: 217-218
- Anjum, Ghulam Murtaza, “Dr. Syed Muhammad Akram Ikram ki Iqbal Fahmi (Urdu Tasanif) ka Tahqiqi w Tozihi Mutalia”, Thesis for M. Phil Iqbaliyat, (Islamabad: Allama Iqbal Open University, 2017)
- Farid, Seyyed Mohammad; Nasim Ur Rehman, Introducing the Status and Works of Dr. Seyyed Mohammad Akram Shah Ikram, Danesh, Quarterly Research Journal, Sr. No. 148-49, (Islamabad: Iran-Pakistan Institute of Persian Studies, 2022), p: 22-29.
- Haddad Adel, Gholam Ali, “Commemoration of Pakistani Researcher, Iqbal-ologist, Professor and poet: Dr. Syed Muhammad Akram Ikram”, Danesh, Quarterly Research Journal, Sr. No. 148-49, (Islamabad: Iran-Pakistan Institute of Persian Studies, 2022), p: 11-21
- Jawadi, Syed Kamal Haj Syed, “Peshguftar”, Safina-Ye-Sokhan, (Islamabad: Cultural Consulate of Islamic Republic of Iran, 1992)
- Ikram, Syed Muhamad Akram, Safina-Ye-Sokhan, (Islamabad: Cultural Consulate of Islamic Republic of Iran, 1992)
- Iqbal Shahid, Muhammad, Dr. Syed Muhammad Akram Shah Ikram”, Qalandar Hr Che Guyad Dedeh Guyad, (Tehran: Intasharat e Asatid e Danishgah, 1402/2023), p: 113-116.
- Naseh, Mohammad Mehdi, Gang e Shaigan, (Tehran: Ministry of Education, 1374/1995)
- Rasooli, Akhtar, “Ikram Lahori”, An Encyclopedia of Persian Literature, Vol 4 (Persian Literature in Subcontinent India, Pakistan, Gangladesh, Part I, (Tehran: Ministry of Education, 1380/2001)
- Riaz, Muhammad, Adabiat e Farsi Dr Shibeh Qareh e Hind o Pakistan (last part)”, Honar o Mardom, Vol 161, (Tehran: Ministry of Culture & Arts, 1354/1976), p: 64-69.
- Saeed Nafisi, “Preface”, Parwana e Pindar by Syed Muhammad Akram Ikram, (Tehran: 1342/1963)
- Safi, Qasem, “Biography and Cultural Services of Dr. Seyed Mohammad Akram Shah, Well-known Shah-Iqbal and Molavi Scholar of Pakistan”, Danesh, Quarterly Research Journal, Sr. No. 148-49, (Islamabad: Iran-Pakistan Institute of Persian Studies, 2022), p: 30-41.
- Tasbihi, Muhammad Hossein, Pakistan Persian and Subjects of Pakistanology, Vol 1, (Islamabad: Iran-Pakistan Institute of Persian Studies, 1974).